جلد ۳۶ ، ۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۰۲ھ ، جمعۃ المبارک ، ۱۷ / اگست ۱۹۸۲ء ، شمارہ ۳۴

مندرجات

دنیا کا کوئی مسلمان حرمین شریفین کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا

مولانا گلزار احمد مظاہری

جمعیت اتحاد العلماء پاکستان کے صدر مولانا گلزار احمد مظاہری نے ایک بیان میں لاہور میں منعقدہ قومی حج سیمینار کی اس قرارداد سے اعلان لاتعلقی کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ حرمین شریفین کا انتظام اسلم ممالک کے نمائندوں کی کونسل کے سپرد کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ قومی حج سیمینار کے مقاصد میں سرے سے یہ بات شامل ہی نہ تھی بلکہ منتظمین نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ اس سیمینار کے ذریعے وہ اپنے کوئی سیاسی مقاصد پورا نہیں کرنا چاہتے۔ میں نے اس یقین دہانی کے بعد ہی شرکت کی تھی لیکن آج کے اخبارات کے ذریعے معلوم ہوا کہ آخری نشست میں ایسے اعلانات کئے گئے ہیں جن سے نہ صرف مجھے بلکہ اُمت مسلمہ کے کسی بھی باشعور فرد کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا۔ حرمین شریفین مراکز عقیدت و محبت اور مراکز عبادت ہیں اور دنیا کا کوئی بھی مسلمان ان مراکز کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اس امر کی ضرورت ہے کہ دنیا کے تمام مسلم ممالک اپنے حجاج کرام کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کریں اور ان کے لئے سفر حج مزید آسان بنائیں۔ انہوں نے ایسے عناصر کی مذمت کی، جو سرزمین مقدس کو سیاسی جھگڑوں کی آماجگاہ بنانا چاہتے ہیں۔ اور حرمین شریفین کے تقدس کو اپنے لادینی مقاصد کی بھینٹ چڑھانا چاہتے ہیں (روزنامہ نوائے وقت ۶ اگست ۸۴ء)

بین الاقوامی طاقتیں حرمین شریفین کو فرقہ واریت کی آماجگاہ بنانے کی کوشش کر رہی ہیں

مسلم متحدہ محاذ

مسلم متحدہ محاذ پاکستان کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد
جس کی صدارت مولانا سید انور حسین نفیس رقم صدر جمعیت اہل سن
پاکستان نے کی۔ مسلم متحدہ محاذ میں شامل بندرہ جماعتوں کے
سربرآوردہ زعماء اور عہدیداروں نے اجلاس میں شرکت کی۔
اجلاس میں انور حسین نفیس رقم نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ
اُمت مسلمہ کے لئے انتہائی تشویشناک ہے کہ کفر کی بعض بین الا
طاقتیں حرمین شریفین کو فرقہ واریت کی آماجگاہ بنانے کی سر تو
کوشش کر رہی ہیں۔ بعض ممالک نے اس ضمن میں بے پناہ لٹریچر
شائع کیا ہے اور مختلف ممالک میں حج کے نام پر کانفرنسیں ا
سیمینار منعقد کر کے مسلمانان عالم کو حرمین شریفین میں گڑبڑ پیدا کر
کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مسلسل تین چار سا
سے اس نام پر پہلے ہندوستان پھر بنگلہ دیش میں پھر ملائشیا ا
اب پاکستان میں اس قسم کی کانفرنس کا اہتمام کیا گیا ہے۔ انہوں
کہا کہ مسلمانان عالم کو متحد ہو کر اس سازش کا مقابلہ کرنا چاہیے
اور حرمین شریفین کے تقدس کو ہر قیمت پر برقرار رکھنا چاہیے ا
نے قومی سیمینار کے انعقاد کے اسباب کی تحقیقات کا مطالبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون دفتر الاعتصام
۵۴۴۰۶
جلد ۳۶
شمارہ ۳

فون، مولانا محمد عطاء اللہ حنیف، لحمہ
۶۲۴۷۶
۱۹ ذوالقعدہ • ۱۴۰۴ھ
۱۷ اگست • ۱۹۸۴ء

سعودی حکومت کے خلاف خبثِ باطنی کا ایک بدترین مظاہرہ

حکومتِ پاکستان اس کا فوری نوٹس لے۔!

۴۔۳ اگست کو فلیٹیز ہوٹل لاہور میں "قومی حج سیمینار" منعقد ہوا جس کے منظمین کا پہلے تو کسی کو علم نہیں تھا۔ البتہ ایک مقامی وکیل سید افضل حیدر صاحب نے روزنامہ نوائے وقت کے استفسار پر بذریعہ ٹیلیفون بتایا کہ وہ خود، ملک محمد اکبر ساقی (جمعیت علمائے پاکستان) اور سید اسعد گیلانی (جماعتِ اسلامی) اس سیمینار کے منظمین ہیں۔ اور اس کے اخراجات بھی وہ سب اپنی جیب سے برداشت کر رہے ہیں۔ یہ اطلاع نوائے وقت ۷ اگست میں شائع ہوئی اور اسی اشاعت کے صہ۳ پر سیمینار میں کی گئی تقریروں اور قراردادوں کی مفصل خبر (باتصویر) شائع ہوئی۔ اس خبر میں بتایا گیا کہ سٹیج سیکرٹری نے منظمین کے جو نام لئے وہ تھے سید اسعد گیلانی (جماعت اسلامی)، ملک محمد اکبر ساقی (جمعیت علمائے پاکستان)، مولانا عارف حسین حسینی اور مولانا ریاض حسین نجفی، مؤخر الذکر دونوں شیعہ لیڈر ہیں۔

اس سیمینار میں متذکرہ تین مکاتب فکر یعنی شیعہ، بریلوی سُنّی، اور "لبرل حنفی" (جماعت اسلامی) نمائندے جمع تھے۔ اس اجتماع کا نام اگرچہ "قومی حج سیمینار" تھا مگر اس کا واحد مقصد یا اہم مقصد، سعودی عرب کے خلاف اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑنا اور اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرنا تھا۔ ان کی تقاریر اور قراردادیں نمایاں طور پر حسبِ ذیل تھیں۔

۱۔ حرمین الشریفین کو اسلامی ممالک کی ایک کونسل کے سپرد کیا جائے (یعنی سعودی حکومت کا ان میں کوئی عمل دخل نہ ہو)

۲۔ ساٹھ سال پہلے جو قبّے اور (مزعومہ) زیارت گاہیں سعودی افواج نے منہدم کر دی تھیں ان کو دوبارہ تعمیر کر دیا جائے۔

۳۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں میلاد کی محفلوں کی اجازت دی جائے۔

۴۔ کنز الایمان (جناب احمد رضا خاں بریلوی کے ترجمے اور نعیم الدین گنج مرادآبادی کے حاشیے والا قرآن مجید) پر سعودی عرب میں جو داخلے کی پابندی ہے اس کو ختم کیا جائے۔

ان مطالبات میں پہلے دو مطالبے تو شیعہ سُنّی دونوں کے مشترکہ ہیں مگر آخری دو خالص سُنّی (ہندی پاکستانی بریلوی حضرات) مطالبے ہیں۔ اور لطف کی بات یہ کہ اگرچہ شیعہ حضرات نے اپنے (مجالسِ عزا اور جلوسِ ذوالجناح کے) مطالبے نہیں کئے مگر ان کے مطالبے بین السطور سے واضح ہیں یعنی جب محافلِ میلاد کی اجازت ہو گی تو مجالسِ عزا کی اجازت بالاولیٰ ہو گی — اس

مدیر، چوہدری عبدالباقی نسیم، مطبع۔ ادمنی پرنٹرز، لاہور، ناشر۔ محمد عطاء اللہ حنیف۔ مقام اشاعت، شیش محل روڈ۔ لاہور

سلسلے میں ہم اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے اپنے اس رنج و حیرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان مطالبہ کرنے اور قراردادیں پیش کرنے والے سیمینار کے "کرتا دھرتا" لوگوں میں جماعت اسلامی کے اساطین مثلِ سید اسعد گیلانی اور مولانا گلزار احمد مظاہری بھی شامل تھے۔ ...... ان حضرات کی شمولیت اور مندرجہ بالا قراردادوں کی روشنی میں جماعتِ اسلامی کا کردار نہایت حیرت انگیز ہے۔ جس پر ہمیں سلطنتِ روما کے ہیرو جولیس سیزر کے جشنِ تاجپوشی کے موقع پر اس کے قتل کی سازش کا واقعہ یاد آتا ہے ان سازشیوں نے جب اس کو خلوت میں بلا کر چھرے گھونپے تو ان میں جولیس سیزر کا ہم نشین بروٹس بھی تھا جس نے آخری وار کیا۔ اس وقت سیزر کی زبان سے یہ تاریخی جملہ شکسپیئر نے ادا کیا ہے۔ E't too Brut? ... Then I die. (بروٹس کیا تم بھی؟ پھر تو میرا مرنا ہی بہتر ہے) ... بقول حفیظ جالندھری مرحوم کہ

دیکھا جو تیر کھا کے کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی

جماعت کے سعودی عرب سے تعلقات اور ان سے مالی مراعات کا حصول کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سعودی شیوخ، علماء، امراء اور خود حکومت نے جس طرح منصورہ کی سرپرستی کا حق ادا کیا ہے اس سے علی الرغم اس نام نہاد سیمینار میں ان لوگوں کی شمولیت ان کے لئے باعثِ شرم ہے۔ جہاں سعودی خاندان کو صلواتیں سنائی گئیں اور ان کی حکومت کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کی گئیں۔ اگرچہ اگلے دن کے اخبار میں مولانا گلزار احمد مظاہری نے اس سیمینار کی قراردادوں سے لاتعلقی کا "مظاہرہ" اس طرح کیا کہ ہم "ذاتی حیثیت" سے اس میں شامل ہوئے تھے تو ان کا یہ بیان "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" کی زد میں ہی آتا ہے۔ یہ لوگ جو ایک طرف ملک بھر میں "اتحادِ ملت کانفرنسیں" کرتے پھرتے ہیں جن کا دائرۂ کار حنفی، دیوبندی اور اہل حدیث مساجد تک محدود رہتا ہے اور دوسری طرف شیعہ اور بریلوی حضرات سے مل کر حرمین شریفین میں شرک و بدعت کے دوبارہ ارتکاب کے تائید کنندگان میں شامل رہتے ہیں .... !!

ان تقاریر میں ایک آواز یہ بھی اٹھی کہ پورے عالمِ اسلام میں "رہبری" کا اہل اس وقت "امام خمینی" ہے۔ اس پر بھرپور نعرے بھی لگائے گئے۔ جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ یہ سیمینار تہران کے اشارے یا کم از کم اس کی شہ پر منعقد کیا گیا ہے۔

ہمیں نہ تہران سے کد ہے نہ جناب خمینی کی ایرانی قیادت سے کوئی غرض۔ البتہ ہم کو ان کے اس عجمی کردار سے ضرور اختلاف ہے۔ جس کا مظاہرہ ایرانی زائرین سابقہ حج کے دوران کر چکے ہیں اور ایران سے سعودی حکومت کے خلاف اکثر آوازیں اٹھتی رہتی ہیں۔ پاکستان کے سُنّی مسلمانوں اور خصوصاً جماعت اسلامی کی سربرآوردہ شخصیتوں کا اس قسم کے لوگوں سے اختلاط و ہم آہنگی منافقت ہی نہیں بے غیرتی کی حد تک ہو جاتی ہے۔

جہاں تک بریلوی مطالبات کا تعلق ہے ان میں پہلا مطالبہ تو اسلام کو عیسائیت کی سطح پر لانے کے مترادف ہے۔ جیسا انہوں نے اپنے مرکزی کلیسا کو ویٹیکن سٹی در روم۔ اٹلی میں محدود کر دیا ہے جو اٹلی کی حکومت کے تحت نہیں بلکہ وہاں سے پاپائے اعظم کا ہی عمل دخل ہے۔ مگر اسلام میں ایسا اہتمام نہ قرونِ اولیٰ میں کیا گیا اور نہ اس کے بعد اس کی اجازت دی گئی۔ حرمین الشریفین کی خدمت کا فریضہ عرب کی حکومت ہی کے ذمے رہا ہے۔ اور رہنا چاہیئے۔ خواہ وہاں سعودی خاندان حکومت کرتا ہو۔ خواہ کوئی دوسرا۔ جیسا کہ اس سے پہلے رہ چکا ہے۔ وہاں کا انتظام لوگوں کی خواہش کے مطابق نہیں۔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رہنا چاہیئے اور اس کا استحکام وہاں کی حکومت کا فریضہ ہے۔ جو وہ باحسن وجوہ انجام دے رہی ہے۔

قبے اور پختہ قبریں سلطان عبدالعزیز ابن سعود رحمہ اللہ کے عہد میں شریعتِ محمدیؐ کے مطابق منہدم کئے گئے تھے اور وہاں جو مشرکانہ افعال و حرکات ہوتی تھیں ان کو بند کیا گیا تھا۔ یہ ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے۔ انہی دنوں قبر پرستوں کے

(باقی صـ۶ پر)

درسِ منتخباتِ قرآن (قسط ۲) ترتیب و تبصرہ • پروفیسر عبداللہ شاہین

اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ (اپنے ربّ کی عبادت کرو)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۖ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرہ ۲۲)

ترجمہ: لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور آسمان سے مینہ برسا کر تمہارے کھانے کے لئے انواع و اقسام کے میوے پیدا کئے۔ پس کسی کو خدا کا ہمسر نہ بناؤ اور تم جانتے ہو۔

تفاسیر

ابن کثیر یہاں سے اللہ تعالےٰ کی توحید اور اس کی اُلوہیت کا بیان شروع ہوتا ہے۔ وہی اپنے بندوں کو عدم سے وجود میں لایا۔ اُسی نے ہر طرح کی ظاہری و باطنی نعمتیں عطا فرمائیں۔ اُسی نے زمین کا فرش بنایا۔ اور اس میں مضبوط پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں۔ اور آسمان کو چھت بنایا۔ پانی آسمان سے اتارنے کا مطلب بادل سے نازل فرمانا ہے۔ پھر اس پانی سے طرح طرح کے پھل پھول پیدا کرتا ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور ان کے جانور بھی۔ پس سب کا خالق، رازق، مالک اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اسی وجہ سے وہی مستحق ہے ہر قسم کی عبادت کا۔ اور شریک نہ کئے جانے کا۔ اسی لئے فرمایا اللہ تعالےٰ کے شریک نہ ٹھہراؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پوچھا۔ حضورؐ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ فرمایا اللہ تعالےٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ طفیل بن سخبرہ حضرت عائشہؓ کے سوتیلے بھائی فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں چند یہودیوں کو دیکھا۔ میں نے کہا۔ افسوس تم میں یہ بڑی خرابی ہے کہ تم حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا تم بھی اچھے لوگ ہو لیکن افسوس تم کہتے ہو۔ جو خدا چاہے اور محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم چاہیں۔ پھر میں نصرانیوں کی جماعت کے پاس گیا۔ میں نے ان سے کہا۔ افسوس تم بھی مسیحؑ کو خدا کا بیٹا جانتے ہو۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ میں نے صبح اپنے اس خواب کا ذکر کچھ لوگوں سے کیا۔ پھر دربارِ نبویؐ میں حاضر ہو کر آپؐ سے بھی واقعہ بیان کیا۔ آپ نے پوچھا۔ کیا کسی اور سے بھی تم نے اس کا ذکر کیا ہے؟ میں نے کہا، ہاں حضورؐ۔ اب آپؐ کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا طفیل نے ایک خواب دیکھا۔ اور تم میں سے بعض سے بیان کیا۔ میں چاہتا تھا کہ تمہیں اس کلمہ کے کہنے سے روک دوں۔ لیکن فلاں فلاں کام کی وجہ سے میں اب تک ایسا نہ کر سکا۔ یاد رکھو! اب ہرگز ہرگز "خدا چاہے اور اس کا رسولؐ" کبھی نہ کہنا۔ بلکہ یوں کہو "کہ صرف اللہ تعالےٰ

اکیلا جو چاہے (ابن مردویہ) ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یہ جو اللہ چاہے اور آپؐ چاہیں"۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تو مجھے اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے؟ یوں کہہ" جو اللہ تعالیٰ اکیلا چاہے" یہ تمام کلمات توحید کے سراسر خلاف ہیں۔ انسان کا یہ کہنا بھی شرک ہے کہ قسم اللہ کی اور قسم آپ کی زندگی کی' انسان کا یہ کہنا کہ اگر کتا نہ ہوتا تو چور رات کو ہمارے گھر میں گھس آتے بھی شرک ہے۔

احسن التفاسیر

• حاصل یہ ہے کہ جب خالق رازق وہی ایک ذات وحدہٗ لاشریک ہے تو اس کو چھوڑ کر دوسرے کو پوجنا اس کی تعظیم اور عبادت میں دوسرے کو شریک کرنا بڑی نادانی اور ناشکری ہے ۔ اور اس سے بڑھ کر کوئی نافرمانی اور گناہ دنیا میں نہیں ہے ۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس خدا نے انسان کو پیدا کیا ہے اس کی تعظیم اور عبادت میں کسی کو شریک کرنا اس سے بڑھ کر کوئی گناہ دنیا میں نہیں ہے (بحوالہ ابن کثیر ج ۱ ص ۵۵) اس واسطے اللہ چاہے تو اور گناہوں کو بغیر توبہ کے معاف کر دیوے لیکن شرک بغیر خالص توبہ کے اور بغیر خالص عبادتِ الٰہی کے ہرگز نہیں معاف ہو سکتا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ اور عبداللہ ابن مسعودؓ اور سلف نے فرمایا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مکہ کے بت پرستوں، منافقوں اور اہل کتاب سب کو ملا کر خالص عبادتِ الٰہی اور حسن خالص توحید الٰہی کی ترغیب نبی آخر الزماں ولاتے تھے اس کے اتباع کی تاکید ان سب کو فرمائی ہے وانتم تعلمون سے یہ ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ ذرا غور کریں تو ان کو خود معلوم ہو جائے گا کہ انسان اور اس کی راحت کا سامان سب کچھ جب خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے تو خالص اس کی بندگی انسان کو لازم ہے ۔"

معارف القرآن

یعنی جب تم نے جان لیا کہ تم کو نیست سے ہست کرنے والا، تمہاری تربیت اور پرورش کے سارے سامان مہیا کر کے ایک قطرے سے حسین و جمیل، حساس اور عاقل انسان بنانے والا، تمہارے رہن سہن کے لئے زمین اور دوسری ضروریات کے لئے آسمان بنانے والا، آسمان سے پانی برسانے والا، پانی سے پھل اور پھل سے غذا مہیا کرنے والا سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں تو عبادت و بندگی کا مستحق دوسرا کون ہو سکتا ہے کہ اس کو خدا کا مقابل و شریک ٹھہرایا جائے۔ خلاصہ یہ کہ جو شخص یہ یقین کرے کہ تمام عالم کا خالق و مالک اور تمام نظام عالم میں متصرف اور تمام چیزوں پر قادر صرف ایک ذات ہے تو اس کی پوری توجہ ہر مصیبت و راحت اور ہر تنگی و فراخی میں صرف ایک ذات (اللہ تعالیٰ) کی طرف ہو جائے گی۔

حاصل مطالعہ

معلوم ہوا کہ شرک ایک ایسا پوشیدہ مرض ہے جو انتہائی غیر محسوس اور لاشعوری طور پر انسان کے عقائد و اعمال میں سرایت کر جاتا ہے اسی لئے حضورؐ نے "جو اللہ اور اس کا رسول چاہے" کا جملہ کہنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ اس کا ذکر سورہ کہف کی آیت

بقیہ • اداریہ

شور مچانے پر سلطان عبدالعزیز نے یہ مومنانہ اعلان بھی کیا تھا کہ اگر عالم اسلام کے علمائے محققین پختہ قبروں کا جواز ثابت کر دیں گے تو میں ان مآثر و مبانی کو دوبارہ سونے چاندی سے تعمیر کرا دوں گا۔ (اس کی ضروری تفصیل آئندہ ایک مستقل مضمون میں ان شاء اللہ پیش کی جائے گی) اب ساٹھ سال کے بعد ان کھوکھلے مطالبات کے اعادے سے عالم اسلام اور مسلمانوں کی خیرخواہی ... کے خلاف اس شرانگیزی کا کیا جواز ہے؟

ہم اپنی حکومت کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس قسم کے سیمینار اور اس دیدہ دلیری سے ایک برادر اسلامی ملک کے خلاف زہر افشانی کا تدارک اس کی ذمہ داری ہے۔ لہٰذا حکومت اس سیمینار اور اس کے داعیوں اور اس کے سرپرستوں کا فوری نوٹس لے اور اس بارے میں ضروری اقدامات عمل میں لائے

درسِ حدیث

نواب شاہجہاں بیگم والیہ ریاست بھوپال اہلیہ محترمہ نواب صدیق حسن خاں صاحب

میاں بیوی کے باہمی حقوق اور حُسنِ سلوک کی تاکید

۱۔ مردوں کے حقوق

ایماندار عورتوں کو چاہیئے کہ اُمورِ شرعیہ میں اپنے خاوندوں کی نہایت اطاعت کریں اور ان کو خوب راضی رکھیں جہاں تک ہو سکے ان کی ناخوشی اور خلافِ مرضی باتوں سے بچیں اس لئے کہ خدا اور رسول کی فرمانبرداری کے بعد عورت کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے۔ اس باب میں اگرچہ بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ مگر تھوڑی سی اس جگہ لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِیْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ رَّجُلٍ يَدْعُوْا امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰی عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰی يَرْضٰی عَنْهَا۔

یعنی "ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچھونے کی طرف بلاوے گا پس وہ انکار کرے (یعنی بغیر عذر شرعی کے) اور خاوند خفا سو رہے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں (روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے) اور انہیں دو کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے نہیں ہے کوئی آدمی کہ بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچھونے کی طرف پھر وہ انکار کرے اس پر مگر خفا ہوتا ہے اس عورت پر وہ جو آسمان میں ہے یہاں تک کہ راضی ہو خاوند اس کا۔"

۲۔ وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْاَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ۔ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِی الْحِلْيَةِ (مشکوٰۃ)

یعنی "انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت عورت اپنی پانچوں نمازیں پڑھے (یعنی اوقاتِ طہارت میں)، اور روزے رکھے ماہ رمضان کے (یعنی ادا و قضا) اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے (یعنی حرام سے) اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے (یعنی جس چیز میں اس کی فرمانبرداری چاہیئے) اس چاہیے کہ داخل ہو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے۔ روایت کیا اس کو ابو نعیم نے کتاب الحلیہ میں۔"

۳۔ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ (مشکوٰۃ)

یعنی "ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر میں کسی کو حکم کرتا ماسوائے خدا کے سجدہ کرنے کا تو بے شک عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (ترمذی)

۴۔ وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُہَا عَنْہَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ۔ رواہ الترمذی۔

یعنی " حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت کہ مرے اس حال میں کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو۔ داخل ہوگی وہ جنت میں"

یعنی جو خاوند کہ عالم متقی ہو اس کی رضامندی کا یہ ثواب ہے نہ فاسق جاہل کی رضامندی کا"

۵۔ وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَہٗ لِحَاجَتِہٖ فَلْتَاْتِہٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ)

یعنی " طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت بلا دے کوئی شخص اپنی بی بی کو اپنی حاجت (یعنی جماع کے لئے) تو چاہیے کہ اس کے پاس آوے اگرچہ تنور پر ہو" (یعنی اگرچہ ضروری کام میں مشغول ہو) (ترمذی)

۶۔ وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِیْ امْرَاَۃٌ زَوْجَہَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُہٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ قَاتَلَکِ اللّٰہُ فَاِنَّمَا ھُوَ عِنْدَکِ دَخِیْلٌ یُوْشِکُ اَنْ یُّفَارِقَکِ اِلَیْنَا رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ھٰذا حدیث غریب

یعنی " معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہیں ایذا دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں مگر کہتی ہے اس کی بی بی حور عین[1] میں کی نہ ایذا دے تو اس کو اللہ تجھے قتل کرے یعنی اپنی رحمت جنت سے تجھے دور کرے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے۔ قریب ہے کہ وہ تجھ سے جدا ہو کے ہمارے پاس آئے گا" (یعنی بہشت میں) (ترمذی وابن ماجہ)

پس ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ خاوندوں کے حق بیبیوں پر بہت ہیں۔ اور ان کی رضامندی اللہ و رسولؐ کی خوشنودی کا باعث ہے۔ اور ان کو ناراض رکھنا اور ان کی اطاعت نہ کرنا جنت کو مفت ہاتھ سے دینا اور خدا تعالےٰ و رسول کی خفگی میں گرفتار ہونا ہے۔

عورتوں کے حقوق

اور جس طرح خاوندوں کے حق عورتوں پر ہیں۔ اسی طرح عورتوں کے حق بھی خاوندوں پر ہیں۔ اس باب میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ چند حدیثیں یہاں لکھی جاتی ہیں۔

۱۔ عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ الْقُشَیْرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ زَوْجَۃِ اَحَدِنَا عَلَیْہِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَہَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَکْسُوْہَا اِذَا اکْتَسَیْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْہَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَھْجُرْ اِلَّا فِی الْبَیْتِ۔ رواہ احمد وابن ماجۃ۔

یعنی " حکیم ابن معاویہ قشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ کیا حق ہے ہم میں سے ایک شخص کی بی بی کا اس پر؟ آپ نے فرمایا یہ کہ کھلاوے تو اس کو جب کہ تو کھاوے اور پہناوے اس کو جب کہ تو پہنے اور نہ مار اس کے منہ پر (یعنی جب بدکاری

[1] یعنی بڑی آنکھوں والی عورتیں۔

اس سے ظاہر ہو یا فرائض کو چھوڑ دے تو اس کے منہ پر نہ مارے اور کسی جگہ مارے تو مضائقہ نہیں اس لئے کہ منہ پر مارنا ممنوع ہے) اور نہ کہے برا کرے تجھ کو اللہ (یعنی اس کے فعل کو برائی کی طرف نسبت نہ کرے یا اس کو گالی نہ دے) اور جدا نہ ہو اس سے مگر گھر میں (یعنی اگر عورت سے جدا رہنے میں کوئی مصلحت ہو تو اس کے بچھونے سے جدا ہو جاوے نہ یہ کہ اور کسی گھر میں چلا جاوے) (مسند احمد، ابن ماجہ)

۲- وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

یعنی "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے شک کامل تر مومنوں کا ایمان میں وہ ہے کہ جس کا خلق سب سے اچھا ہو اور اپنی بی بی کے ساتھ بہت نرمی کرتا ہو یعنی اپنے اہل وعیال پر بہت مہربان ہو"

پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مردوں کو چاہیئے کہ جیسا آپ کھائیں، پئیں، پہنیں ویسا ہی اپنی بیبیوں کو بھی کھلائیں، پلائیں، پہنائیں اور مار پیٹ بغیر امر شرعی کے نہ کیا کریں بلکہ جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ خوش خلقی اور نرمی اور اتفاق اور حسن سلوک سے زندگی بسر کریں۔ بدمزاجی اور سختی نہ کیا کریں جیسا کہ ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

۳- خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ۔

کہ "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہتر تم میں کا بہتر تمہارا ہے اپنے اہل کے لئے، اور میں تم سب سے بہتر ہوں اپنے اہل کے لئے"

پس اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ تعالٰے اور خلق کے نزدیک وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی بی بی کے ساتھ پیار اور محبت کا برتاؤ رکھے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں میں جو خلاف مرضی اس سے ظہور میں آویں نہ الجھا کریں، بلکہ اکثر طرح دیتا رہے کیونکہ اکثر عورتوں کے مزاج میں غصہ اور جہالت بہت ہوتی ہے، مرد بھی اگر ان کے ساتھ بدمزاجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو ان کی خلقت میں ہے، بہت جلد برائی کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اور ان کے دل میں کینہ اور دشمنی بیٹھ جاتی ہے۔ اسی سبب سے باہم اتفاق نہیں رہتا پھر سعت میں گھر کی تباہی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری ومسلم کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے۔

۴- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ (مشکوٰۃ)

یعنی "ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول کرو عورتوں کے حق میں وصیت بھلائی کی، اس لئے کہ بے شک عورتیں پیدا کی گئی ہیں پسلی سے کہ وہ ٹیڑھی ہے، اور بہت ٹیڑھی چیز پسلی میں اوپر کی جانب ہے۔ پس اگر چاہے تو کہ اس کو سیدھا کرے تو توڑ دے گا اس کو، اور اگر چھوڑ دے اس کو اپنے حال پر تو ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی، پس قبول کرو وصیت کو عورتوں کے حق میں"

ف۔ عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں یعنی حضرت حوا کہ سب عورتوں سے پہلے اور سب کی اصل ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی کے اوپر کی جانب سے پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ بہت ٹیڑھی ہوتی ہے اور پسلی کا حال یہ ہے کہ اگر اس کو

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

سیر و سوانح

مولانا محمد اسحٰق بھٹی ، مدیر "المعارف" لاہور

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی (دہلی)

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی ، جن کا گزشتہ دنوں دہلی میں انتقال ہوا ، اگرچہ حنفی دیوبندی تھے تاہم مرحوم فقہی جمود اور حزبی تعصب سے پاک تھے جو علمائے دیوبند کا بالعموم طرۂ امتیاز ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۷۳ء میں احمد آباد میں مسئلہ طلاقِ ثلاثہ در مجلسِ واحد پر ایک علمی سیمینار منعقد ہوا جس میں حنفی اہلِ علم نے بھی دلائل کی رُو سے مجلسِ واحد کی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق قرار دینے پر زور دیا تھا جو اہلِ حدیث کا مسلک ہے تو اس سیمینار کی صدارت مفتی صاحب مرحوم ہی نے فرمائی تھی ۔ اور اپنی آخری صدارتی تقریر میں نہ صرف انھوں نے سیمینار میں پیش کردہ مقالات کی تحسین و تصویب فرمائی اور اس مسئلے کو اختلافی اور اجتہادی قرار دیا تھا بلکہ اپنے ہم مسلک ان حنفی علماء کو مسئلہ تطلیقاتِ ثلاثہ میں توسّع اختیار کرنے کی تلقین فرمائی تھی جو اسے اجماعی مسئلہ باور کرا کر اس پر بحث و غور کو ہی سرے سے ناپسند فرماتے ہیں ۔ مولانا مرحوم کا یہ صدارتی خطبہ اُسی مجموعے کے صفحہ ۱۷۵ ، ۱۸۰ پر موجود ہے جس میں سیمینار کے مقالات یکجا کر کے شائع کئے گئے ہیں اور جو پاکستان میں بھی "مجموعہ مقالاتِ علمیہ ، دربارہ ایک مجلس کی تین طلاق" کے عنوان سے چھپ گیا ہے ۔

بہر حال مولانا مرحوم کے مختصر سوانح ہمارے ایک فاضل بزرگ جناب مولانا محمد اسحٰق بھٹی سابق ایڈیٹر "الاعتصام" نے تحریر کئے ہیں ، جو ماہنامہ "المعارف" لاہور میں شائع ہوئے ہیں ۔ ہم ذیل میں مجلہ مذکور کے شکریے کے ساتھ اسے "الاعتصام" میں نقل کر رہے ہیں ۔ (ص ۔ ی)

۱۲ مئی ۱۹۸۴ء کو ہندوستان کے ممتاز عالم مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی نے وفات پائی ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

مفتی عتیق الرحمٰن کا شمار دیارِ ہند کے جیّد علماء میں ہوتا تھا وہ جمعیت علمائے ہند کے رکن ، دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلسِ شوریٰ کے ممبر ، آل انڈیا مسلم مشاورت کے صدر ، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدر اور ندوۃ المصنفین دہلی کے بانی اور روحِ رواں تھے ۔

مفتی صاحب مرحوم کا آبائی وطن دیوبند تھا ۔ اور وہاں کے عثمانی خاندان سے تعلق رکھتے تھے ۔ والد کا اسم گرامی مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی تھا جو دارالعلوم دیوبند کے اوّلین مفتی تھے ۔ اور جدِ امجد کا نامِ نامی مولانا فضل الرحمٰن عثمانی تھا جو دارالعلوم دیوبند کے بانیوں میں سے تھے ۔

حضرت مرحوم ۱۹۰۱ء میں دیوبند میں پیدا ہوئے ۔ اور علم و فضل کے ماحول اور تقویٰ و تدین کی گود میں پرورش پائی ۔ دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کی منزلیں طے کیں اور ممتاز اساتذہ اور اکابر علماء کی صحبت و نگرانی میں رہنے کا شرف حاصل کیا ، تفسیر و حدیث ، فقہ و کلام ، منطق و فلسفہ ، ادب و بلاغت ، صرف و نحو وغیرہ تمام علوم جو ان کے دور میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھائے

جاتے تھے۔ نہایت محنت اور انہماک سے پڑھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے علاوہ دارالعلوم ہی میں اپنے والدِ مکرم مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی کے ماتحت نائب مفتی اور مدرس مقرر ہوئے۔ جوانی کا زمانہ تھا اور دل میں خدمتِ دین کا جذبہ موجزن تھا اپنے مفوضہ فرائض انتہائی حسن و خوبی سے انجام دینا شروع کئے۔ کئی سال اس کام پر مامور رہے۔

اس کے بعد ایک ایسا دور آیا کہ دارالعلوم کے انتظامی معاملات میں بعض اکابر کے درمیان اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ اس اختلاف نے اتنی شدت اختیار کی کہ علماء و مدرسین کی ایک بڑی جماعت جو نہایت جلیل القدر اصحاب پر مشتمل تھی، ترکِ دارالعلوم پر مجبور ہو گئی۔ ان حضرات میں حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری، مولانا شبیر احمد عثمانی اور مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی کے نام لائقِ تذکرہ ہیں۔ یہ تمام حضرات علم و فضل کے اعتبار سے اپنے وقت کے عظیم الشان لوگ تھے۔ مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی اس زمانے میں جوانی کی منزل سے گزر رہے تھے، وہ بھی ان کے ساتھ ہی دارالعلوم سے رخصت ہو گئے اور صوبہ گجرات کے ایک مقام ڈابیل میں سکونت اختیار کر لی، وہاں ایک دارالعلوم قائم کیا اور تعلیم و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ یہ ۱۳۴۶ھ (۱۹۲۷ء) کا واقعہ ہے۔

ڈابیل میں ان حضرات نے جو خدمات انجام دیں وہ اپنی جگہ بدرجۂ غایت اہمیت کی حامل ہیں۔ یہاں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی خوب کام ہوا۔ اور علماء و طلباء کی بہت بڑی تعداد نے خدمتِ دین کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔

اس کے بعد حالات نے ایک اور کروٹ لی۔ مفتی عتیق الرحمٰن نے دہلی کو اپنا مسکن قرار دے لیا۔ اور ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی اور مولانا سعید احمد اکبر آبادی اصحاب ثلاثہ نے دہلی کے قرول باغ میں ندوۃ المصنفین کے نام سے ایک تصنیفی اور اشاعتی ادارے کی طرح ڈال دی۔ اس کے ساتھ ہی ایک ماہنامہ رسالہ بھی جاری کیا جس کا نام "برہان" رکھا اور اس کا ایڈیٹر مولانا سعید احمد اکبر آبادی کو مقرر کیا گیا۔

ندوۃ المصنفین کے ناظم مفتی صاحب تھے اور بہترین انداز سے کام کا آغاز ہو چکا تھا۔ لیکن ۱۹۴۷ء کے ہنگامے میں ہندوؤں نے حملہ کر کے ندوۃ المصنفین کی عمارت کو آگ لگا دی کتب خانہ تباہ کر دیا اور سامان لوٹ لیا۔ اس سے بے شک ندوۃ المصنفین کے بانیوں اور ہمدردوں کو سخت صدمہ پہنچا، لیکن انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور حالات سے مایوس نہیں ہوئے جونہی فضا تھوڑی بہت سازگار ہوئی، ندوۃ المصنفین اور برہان کے دفاتر دہلی کی جامع مسجد کے قریب منتقل کر دیے گئے اور پہلے سے بھی زیادہ زور اور جذبے سے کام ہونے لگا۔

آزادی سے قبل بھی ندوۃ المصنفین نے بہت کام کیا۔ لیکن آزادی کے بعد تو اس کے باہمت ارکان نئے عزم اور نئے ولولے کے ساتھ میدانِ عمل میں اترے اور بہترین کتابیں شائع کیں۔ مجموعی اعتبار سے اس کی طرف سے شائع ہونے والی کتابوں کی تعداد ایک سو تیس پینتیس کے قریب ہو گی۔ ان میں سے چند کتابیں مندرجہ ذیل ہیں۔ ہر کتاب اپنی جگہ خاص اہمیت کی حامل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی (عربی) تفسیر مظہری جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی قصص القرآن چار جلدوں میں۔ علاوہ ازیں اخلاق اور فلسفۂ اخلاق، اسلام کا اقتصادی نظام، اسلام کا زرعی نظام، اسلام کا نظامِ حکومت، اسلام کا نظامِ مساجد، مسلمانوں کا نظمِ مملکت، ۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ، حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی، تاریخی مقالات، تاریخ مشائخ چشت، حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط، حضرت عثمانؓ کے سرکاری خطوط، العلم والعلماء کا اردو ترجمہ، مولانا سعید اکبر آبادی کی فہم قرآن، غلامانِ اسلام اور سیرت حضرت ابوبکر صدیق وہ کتابیں ہیں، جو تحقیق و تدقیق اور معلومات کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہیں۔

کتابیں حسنِ ظاہری سے بھی مزین ہیں اور حسنِ باطنی سے بھی۔ ان کی کتابت وطباعت میں جو زیبائش اور نفاست پائی جاتی ہے، وہ مرحوم مفتی عتیق الرحمٰن کے ذوقِ سلیم اور فنِ طباعت میں مہارت کا نتیجہ ہے۔

ندوۃ المصنفین کو بہت بڑا دھچکا آج سے بائیس سال قبل اس وقت لگا، جب ۲ اگست ۱۹۶۲ء (یکم ربیع الاول ۱۳۸۲ھ) کو اس کے عظیم رکن اور نامور عالم مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے سفرِ آخرت اختیار کیا۔ اب ۱۲ مئی ۱۹۸۴ء کو مفتی صاحب بھی اس عالمِ فانی سے رخصت ہو گئے اور اس کے تین بانی ارکان میں سے تنہا مولانا سعید احمد اکبر آبادی اس دنیا میں موجود ہیں۔ اللہ ان کو خیر وعافیت سے رکھے اور ندوۃ المصنفین میں جو ہولناک خلا پیدا ہو گیا ہے، مولانا کی کوششوں سے اس کے پُر ہونے کی کوئی بہتر صورت ظہور میں آئے۔

مولانا اکبر آبادی پہلے ہی ہجوم کار میں گھرے ہوئے ہیں۔ برہان کی ادارت و ترتیب ایک بہت بڑی ذمے داری ہے جسے وہ نہایت حسن وخوبی سے نبھا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ تصنیف و تالیف اور دیگر امور بھی وہ محنت وجانفشانی سے انجام دے رہے ہیں۔ مفتی صاحب کی وفات سے جہاں تمام ہندوستان کے مسلمانوں اور وہاں کے علمی حلقوں کو صدمہ پہنچا ہے، وہاں مولانا سعید احمد اکبر آبادی شدید ذہنی اذیت سے دوچار ہوئے ہیں۔

ان سطور کے راقم کو نہ تو مفتی صاحب کی زیارت کا شرف حاصل تھا اور نہ ان سے خط وکتابت تھی۔ تاہم یہ بہرحال معلوم ہے کہ وہ علم وعمل میں یگانہ اور خلوص وہمدردی میں منفرد تھے۔ انتظامی صلاحیتوں سے بھی اللہ نے ان کو نوازا تھا۔ وہ مستقل طور پر دہلی میں رہتے تھے اور ہندوستان کے مسلمانوں کا ایک مضبوط سہارا تھے۔ ملک کے مختلف علاقوں سے لوگ ان کی خدمت میں آتے۔ وہ ان سے شرعی مسائل بھی دریافت کرتے اور اپنے دکھ درد میں انہیں اپنا شریک بھی بناتے۔ وہ سب کی بات توجہ سے سنتے اور جہاں تک ممکن ہوتا ان کی مدد کرتے۔ قومی اور علمی سرگرمیوں میں پورا حصہ لیتے اور اس سے خوش ہوتے۔ اس کبر سنی میں بھی وہ بلا تامل دور دراز مقامات کے سفر پر روانہ ہو جاتے۔ ان پر مرض الموت کا حملہ بھی دورانِ سفر ہی میں ہوا۔ فروری ۱۹۸۲ء میں دار المصنفین اعظم گڑھ کے اربابِ انتظام نے اسلام اور مستشرقین کے موضوع پر سیمینار منعقد کیا تو اس میں مفتی صاحب بھی شریک ہوئے۔ وہ اس سیمینار سے فارغ ہو کر بذریعہ ٹرین واپس دہلی جا رہے تھے۔ جب ان کی ٹرین دریا باد کے اسٹیشن پر پہنچی تو ان پر ناگہاں فالج کا حملہ ہوا۔ انہیں وہیں ٹرین سے اتار کر لکھنؤ پہنچایا گیا۔ اور وہاں کے بلرام پور ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ آٹھ دس دن وہ ہسپتال میں بہترین ڈاکٹروں کے زیرِ علاج رہے۔ جب طبیعت سنبھلی تو ان کے گھر دہلی لے جایا گیا۔ اس کے بعد بھی ان پر بیماری کے اثرات باقی رہے لیکن انہوں نے اس کی پروا نہیں کی اور برابر اپنے کام میں مشغول رہے۔ ندوۃ المصنفین ان کی سرگرمیوں کا اصل مرکز تھا اور اس کی خدمت کو انہوں نے ہمیشہ ہر شے پر مقدم رکھا۔

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ان کے والد مکرم مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی کا انتقال بھی عارضۂ فالج سے ہوا تھا۔

مفتی عتیق الرحمٰن بے شمار خوبیوں کے مالک تھے اور تمام خوبیاں انہوں نے ورثے میں پائی تھیں۔ علم وعمل، علوِ اخلاق، بلندیٔ کردار، زہد وعبادت، انکساری وتواضع، خدمتِ دین، لوگوں سے حسنِ سلوک اور کام کے لئے لگن اور تگ وتاز ان کے وہ اوصاف تھے جو کم لوگوں کے حصے میں آتے ہیں۔ وہ بہت اچھے مقرر اور مدرس بھی تھے۔ زور دار اور اعتماد سے بات کرتے تھے۔ ہندوستان کے مسلمانوں پر جو تکلیف آتی، اس کے لئے سینہ سپر ہو جاتے اور اس کو رفع کرنے کے لئے حکومت کے اونچے سے اونچے دروازے پر دستک دیتے۔ اس سلسلے میں نہایت اولوالعزم اور بہادر آدمی تھے۔

اب مفتی صاحب اس دنیا میں موجود نہیں البتہ ان کی سعی ومحنت سے ندوۃ المصنفین کے نام سے جو ادارہ قائم ہوا تھا وہ موجود ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مفتی صاحب مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ندوۃ المصنفین اور ان کے قائم کردہ دیگر آثارِ علمیہ کو ہمیشہ قائم رکھے۔

(قسط ۲ آخری)

صوفی نذیر احمد کاشمیری

تبلیغی جماعت کے زعماء کی خدمت میں ایک عرضِ اخلاص

(امت کے عالمگیر اتحاد کے سوال کو حل کرنے کا منصوبہ)

دوسری جماعتوں سے گذارش

راقم باقی اسلامی جماعتوں

اس کر جماعت اہل حدیث سے درخواست کرتا ہے کہ وہ تبلیغی عت کے بحث و مناظرے سے اجتناب کے پہلو کو اپنے ر پوری طرح جذب کرے تاکہ ان میں اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ لْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ۱؎ اور المسلم مسلم کجسدٍ واحد اذا اشتکی بعضه اشتکی له ۲؎ کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ جماعت اہل حدیث میں ئض و واجباتِ دین کا اور بدعات و محدثات کا، دوسری اعتوں کی نسبت زیادہ شعور موجود ہے۔ اس لئے کہ یہ جماعت پنے لئے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی شے کو حجت نہیں مانتی۔ اور چونکہ کتاب و سنت میں سارا دین کمالِ وضاحت کے ساتھ آجاتا ہے، اس لئے اس جماعت کا فرائض و واجباتِ دین کا شعور، باقی سب جماعتوں سے، جو دورِ رسالت کے بعد کی کسی شخصیت کو اپنے لئے حجتِ مطلقہ مان کر چلتی ہیں۔ زیادہ وسیع ہے۔ لیکن باوجود اس کے کہ انہوں نے اپنے آپ کو " ما انا علیه و اصحابی " کو ہی اپنا ماڈل تسلیم کر رکھا ہے، ان میں باہمی ربط، الفت، یک رنگی و یک جہتی کا فقدان ہے جو صحابہ کا طرۂ امتیاز تھا اور جو انہیں "کجسد واحد" بنائے ہوئے تھا۔ لہٰذا جماعت اہل حدیث کو امتِ مسلمہ کی خیر اندیشی اور حسنِ ظن کی وہ مقدار اپنے اندر جمع کرنا ہوگی جو اسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا سکے۔ ۳؎ الدین النصیحة " بلاشبہ تبلیغی جماعت میں حسنِ ظن کی یہ مقدار موجود ہے۔ اور ان کی ہر مجلس اور ہر اجتماع میں ہر انسان کو صاف محسوس ہوتی ہے۔ اُن کے نقائص کو نہ لیا جائے لیکن اُن کی ایک ایک خوبی کو اپنے اندر جذب کرنا چاہیئے۔ اور ٹھیک اسی غرض کے ماتحت اس جماعت کے ساتھ بے تکلف رابطہ بہم پہنچانا چاہیئے۔ اور شک و رقابت کے بجائے، جذب باہم جمعیت اہل حدیث کے لئے محرک ہونا چاہیئے۔ جماعت اہلحدیث اپنے طلبہ کو اصحابِ صُفّہ کے حلقہ ہائے ذکر کے ماڈل پر ڈھالے۔ انہیں غایتِ محاسبۂ نفس سے اپنے ظاہر و باطن میں کامل ہم آہنگی پیدا کرنا سکھائے۔ امتِ اسلامیہ میں راسخ شدہ فرقہ واریتوں میں موجودہ دور کی وہ سب تنظیمیں آجاتی ہیں جو موجودہ دور کے

۱؎ صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلة والآداب، باب ۱۷ (ص، ی)

۲؎ حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں۔ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَکٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی (صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ۲۷، ج ۲ ص ۸۸۹) البتہ صحیح مسلم میں ان الفاظ سے ایک روایت آتی ہے۔ اَلْمُسْلِمُوْنَ کَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَکٰی عَیْنُهٗ اشْتَکٰی کُلُّهٗ وَإِنِ اشْتَکٰی رَأْسُهٗ اشْتَکٰی کُلُّهٗ (کتاب البر والصلة والآداب، باب ۱۷، باب تراحم المؤمنین) (ص، ی)

سیاسی، معاشی ہنگاموں کے دباؤ کا نتیجہ ہیں۔ یہ اکثر و بیشتر جماعتیں موجودہ عالمی حالات کو درست سمت پر ڈالنے کے بجائے خود اُن حالات سے مطابقت پیدا کرنا اپنا کمال سمجھتی ہیں اور نتیجے میں سارے بے دین نظریات کو اُمّت کے اندر کھینچ لینے کی لاتعداد پگڈنڈیاں بنا لیتی ہیں۔ وہ سیاست کو دین کا رنگ دے کر معاشرے کی ساری زندگی کو داخلِ دین کرنے کی بجائے خود دین کو سیاست کا رنگ دیتے ہوئے ساری اساسِ دین کو مشکوک و مبہم کر دیتی ہیں۔ دینی سیاست اور سیاسی دین میں فرق کرنے کی ضرورت نہایت شدید ہے۔

ایک بھیانک مثال

فرض کیجئے ایک فرد یا گروہ یہ اعلان کر دیتا ہے کہ دین کے معنی: موجودہ دور کی کلّی ریاست کے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ اعلان کرنے کے بعد کوئی بھی باطل نظریہ ایسا نہیں جو دینی حیثیت نہ اختیار کرے اور چونکہ کلّی ریاست کو کل حقیقتِ دین قرار دینے کی کوئی مثال تاریخ ملّت میں نہیں ہے۔ اس لئے ایسا فرد یا گروہ مجبور ہے کہ وہ تاریخ ملّت اور اس کی آج تک کی ساری اصلاحی کوششوں کو باطل قرار دے یا حق کے ساتھ باطل کا امتزاج قرار دے۔ لہٰذا ان افکار کو کسی سطح پر بھی اُمّت میں نہ آنے دیا جائے۔ دینی سیاست اور سیاسی دین میں فرق کرنا یہاں ضروری ہو جاتا ہے۔ دینی جماعتوں سے میری درخواست ہے کہ وہ لا تجتمع امتی علی ضلالۃ[1] (میری اُمت گمراہی پر جمع نہ ہوگی) اور تاقیامت اُمّت کے ایک گروہ کے برسرِ حق ہونے کے نبوی فیصلے (لا تزال طائفۃ من اُمّتی ظاہرین علی الحق[2])

پر از سر نو ایمان لاتے ہوئے اور اُمّت میں داخل ہو کر اور ا[...] کے تاریکی ایمان و اذعان سے تمسک کرتے ہوئے اپنے آپ کو خدائی رنگ میں رنگ دیں۔ اور موجودہ دور کی کلّی ریاست کی ساری چمک دمک کو قرآن مجید کے بیان کے مطابق سراب کفر قرار دے کر سیاسی سودا بازی کے سارے کاروبار بند کر دیں اور پنج بنائے اسلام اور باقی فرائضِ دین کو مقاصد کی فہرست میں داخل کر کے اُن کے حصول کو مقصدِ دین قرار دیں اور سیاسی ہنگامہ آرائی کو دین کے بنیادی اجزا نہ بنائیں۔ انہیں قرارداد[...] سے یکسر خارج کر دیں۔

راقم جماعت اہلِ حدیث کے زعماء سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ایسے موسمی بخارات سے پیدا شدہ فرقوں اور تنظیموں سے رابطہ بہم پہنچانے میں احتیاط برتیں اور کوشش کر کے انہیں اپنی قوتِ یقین سے اپنے اندر جذب کر لیں۔ ساری تاریخ انبیاء میں حصولِ ریاست کو مقصدِ بعثتِ انسانی قرار دے کر اس کے لئے جنگ و جہاد کرنے کا کوئی نام و نشان نہیں۔ ملت حضرت ابراہیم کا دائرۂ دعوت الی الحق، عراق، مصر اور عرب تک پھیلا۔ آپ پہلے پیغمبر ہیں جنہیں قومیت کے دائرہ سے باہر نکل کر انسانیتِ عامہ کو دینِ واحد کی طرف بلانے کی اجازت یا حکم دیا گیا تھا۔ آپ نے اصولِ توحید و مسلماتِ اخلاق کے لئے تو جانگسل کوشش کی۔ یہاں تک کہ اس کے لئے آگ میں بھی کود گئے۔ مگر ریاست کی اقامت کا آپ کی تعلیم میں نام و نشان تک نہیں، اور وہ کامل الایمان اور کامل الیقین تھے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ کی رسالت تاریخِ دین کا نہایت اونچے درجہ کی

[1] یہ ابن ماجہ کی روایت ہے اس کے اصل الفاظ یہ ہیں۔ اِنَّ اُمَّتِی لَا تَجْتَمِعُ عَلٰی ضَلَالَۃٍ (کتاب الفتن باب السواد الاعظم) علامہ سندھی اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں۔ وفی الزوائد فی اسنادہ ابوخلف الاعمی واسمہ حازم بن عطاء وھو ضعیف، وقد جاء الحدیث بطرق فی کلھا نظر۔ جامع ترمذی میں اس مفہوم کی روایت آتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِی عَلٰی ضَلَالَۃٍ الحدیث۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی لکھتے ہیں۔ ھذا حدیث غریب من ھذا الوجہ۔ وسلیمان المدنی ھو عندی سلیمان بن سفیان وقد روی عنہ ابوداؤد الطیالسی وابوعامر العقدی وغیر واحد من اھل العلم (کتاب الفتن باب ما جاء فی لزوم الجماعۃ)

[2] متفق علیہ واللفظ لمسلم (ص ۷۱)

بے مگر اس کی کل حقیقت یہ ہے کہ ان کا بحیثیت رسولِ خدا
ن سے صرف اتنا مطالبہ تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی
نجات دے کر حضرت موسیٰ کے ساتھ کسی آزاد دنیا کی
ہجرت کر جانے کی اجازتِ عام دے دے۔ حضرت
پر جب سیاسی انقلاب لانے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا
پ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے صاف صاف
میں بیان کر دیا کہ حکومتِ الٰہی تو دلوں پر قائم ہوتی ہے
س میں شک بھی کیا ہے کہ ایمان کا محل تو صرف مومن کا قلب
اور خدا کے سامنے تسلیم و رضا اور انابت دل ہی میں پیدا
ے ہیں، اور اصل دین صرف یہی انابت الی اللہ ہے۔ یہ
و جائے تو پھر وقت آنے پر آتشِ نمرود میں کود جانا بھی
ن ہو جاتا ہے۔ اور اگر یہ نہ ہو تو پھر دینداری کے تمام دعوے
جھوٹ ہیں۔

جماعت اسلامی اور اس کے بانی نے قیامِ پاکستان سے
و سیاسی موقف اختیار کیا تھا، بعد میں اس سے یکسر مختلف
ف اپنایا۔

یہ چیز ہرگز تعلیمِ دین نہیں ہے بلکہ یہ کلی ریاست کے
کا وہ شعبۂ نفاق ہے جسے ڈپلومیسی کہا جاتا ہے۔ اور
ا اپنا مستقل فلسفہ ہے۔ جہاں اخلاقی و روحانی قدروں اور
ثبات و استقامت کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ اس کے
ے ہوا کے رُخ پر تیار رہنا اور اُس سے فائدہ اٹھانا غایت
بلاتا ہے۔ لہٰذا جماعت اہلِ حدیث کو ان عقائد و افکار
آخری درجے تک پرہیز کرنا چاہیئے۔ جماعتِ اسلامی کا
یا اعلان کردہ اعتقاد ہے کہ اگر عوام سیاسی ووٹ دینے میں
ساتھ دیں تو پھر جماعت نہ صرف ان کے اوہام و خرافات
تعرض نہ کرے گی بلکہ ان کے ساتھ اس معاملے میں پورا تعاون
ے گی ـــ ہاں اگر جماعت اسلامی چالیس سال سے زیادہ
ے کے بعد یہ فیصلہ کر دے کہ مودودی صاحب کے افکار و
یات کو دین قرار دینا غلط ہے اور اس کے بعد وہ اُمت

اسلامیہ کے سارے مسلمات پر از سرِ نو ایمان لاتی ہے تو پھر
اُسے وہ یکسوئی حاصل ہو گی جو صدقِ دل سے از سرِ نو ایمان
لانے والے ہر فرد کا حصہ ہے۔ میں نے چالیس سال سے اس
جماعت کی اصلاح کی کوشش کی ہے۔ اللہ میری کوشش کامیاب
کرے اور میں زندگی کے آخری لمحات میں اس جماعت کو دعوت
اُمت کے جھنڈے کو تھام کر میدان میں آنے والا گروہ دیکھ کر
مروں۔ اللہ پاک ہندو قوم کو بھی اسلام دشمنی کے بجائے اسلام
اور اُمتِ اسلامیہ سے ہم آہنگ کرتے ہوئے خلافتِ الٰہی
کی تحریک کو زندہ کرنے کی توفیق دے۔ میں نے گزشتہ
پچاس برس ہندو لیڈروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت میں
صرف کئے ہیں، لیکن میری مساعی بار آور نہ ہو سکیں کیونکہ ہم خود
اندرونی طور پر شدید تفرقہ بازی کا شکار رہیں اور ہم ایک
دوسرے کے لئے رواداری نام کی کوئی شے نہیں رکھتے۔ یہاں
ایک امر کا ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ اسلام
پر تہمت ہے کہ اگر کرشن جی، رام چندر جی اور مہاتما بدھ
سے استمداد و استعانت کی جائے تو شرک و کفر اور اگر ایسا ہی
معاملہ حضرت خواجہ اجمیری، حضرت علی ہجویری لاہوری،
حضرت نظام الدین دہلوی اور دیگر مبلغینِ حق کے ساتھ کیا
جائے تو وہ ازدیادِ ایمان کا موجب ہے ـــ ہمیں اپنے گھر
کو صاف کر کے دوسروں کی طرف جانا ہوگا۔ جب کہیں جا کر
ہم دعوتِ اسلام پیش کر سکتے ہیں۔

آج چند تازہ دم قوموں کے اسلام میں داخل ہونے کا
وقت ہے اور ضرورت بھی۔ اور انہیں اُمتِ اسلامیہ میں جذب
کرنے کے لئے اُمت میں کم از کم اتنی اصلاح ضروری ہے جس کا
سابقہ صفحات میں ذکر کیا گیا ہے۔

جمعیت اہلِ حدیث سے پھر گزارش ہے کہ وہ رواداری
کا دامن وسیع کرے۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ
وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ کو اپنا شعار بنائے اور تبلیغی
جماعت کے ساتھ رقابت کے بجائے تعاون کو فروغ دے۔

(باقی ص ۱۴ پر)

افکارِ معاصرین

"حج سیمینار" کے نام پر

گذشتہ دنوں لاہور میں دو روزہ حج سیمینار کا خوب چرچا رہا۔ لاہور اور بیرونِ لاہور کے بعض چھوٹے بڑے اہلِ علم اس سیمینار میں مہمان اور مقرر کے طور پر شریک ہوئے۔ حج کے موضوع پر چونکہ یہ اپنی نوعیت کا پہلا سیمینار تھا۔ جس کے اہتمام میں براہِ راست وفاقی یا صوبائی حکومت یا اس کے کسی نمائندہ ادارہ نے حصہ نہیں لیا تھا۔ اس لئے قدرتی طور پر چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کہ اتنے وسیع اہتمام کے ساتھ زرِ کثیر خرچ کر کے حج سیمینار کا جو انتظام کیا گیا ہے اس کی پشت پر آخر کون سا ادارہ ہے اور اس کے پسِ پردہ محرکات کیا ہیں۔ چنانچہ سیمینار کے بعض شرکاء کی طرف سے اخبارات میں ان چہ میگوئیوں کی اشاعت کے بعد چند ناموں کا اعلان کیا گیا جنہیں منتظم کے طور پر پیش کیا گیا اور یہ دعویٰ بھی کیا گیا کہ سیمینار کے اخراجات بھی انہی حضرات نے برداشت کئے ہیں۔ ان میں ایک نام لاہور کی ایک اہم ادبی اور سیاسی شخصیت اسعد گیلانی کا بھی تھا جو آج کل ہر مجلس میں شریک، ہر فورم میں موجود اور ہر وادی میں جا نکلتے ہیں۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا کہ میں کہاں؟ اور اتنے بھاری بھرکم اخراجات کا مجھ سے کیا تعلق؟ گویا یہ معاملہ اس لحاظ سے بھی ایک معمہ ہی رہا۔ تاہم اس سیمینار کی آخری نشست میں جو قراردادیں منظور کی گئیں ان سے یہ اندازہ ضرور ہوا کہ اس سیمینار کے اغراض و مقاصد کم از کم اس عنوان سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے۔ جسے سیمینار کی بنیاد بنایا گیا اگرچہ حج کے ضمن میں یہ ضرور کہا گیا ہے کہ اس عالمی اجتماع میں عالمِ اسلام کے سیاسی و اقتصادی مسائل حل کرنے کے لئے دنیا بھر کے مشاہیرِ اسلام اور اہلِ فکر و نظر کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیئے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی ایسے شر انگیز اور فتنہ خیز خیالات پر مبنی قراردادیں بھی منظور کی گئیں جن کے پسِ منظر میں نیک نیتی کے بجائے بدنیتی کارفرما ہے اور اتحادِ ملت کے بجائے ملی انتشار کے بیج بونے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ حرمین شریفین کے مقدس نام کو، اور حج ایسی مقدس تقریب کو بعض گروہی، فروعی اور علاقائی مسائل کی عینک سے دیکھنے اور حل کرانے کی تحریک کی گئی ہے مکہ اور مدینہ کو کھلا شہر قرار دینے، حج کے انتظامات کے لئے عالمِ اسلام کے نمائندوں پر مشتمل انتظامی بورڈ قائم کرنے، میلاد شریف کی محفلوں کے انعقاد وغیرہ ایسے مطالبات حج سیمینار کے پلیٹ فارم سے آخر کیا معنی رکھتے ہیں؟ پھر چونکہ ان مطالبات کے حوالے سے مملکتِ سعودیہ کی انتظامیہ کی مذمت کے لئے راہ ہموار کی جا رہی ہے اس سے یہ پہلو اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہے کہ پاکستان میں جہاں سعودی عرب کے لئے ہمیشہ نیک تمنائیں اور اچھی توقعات ہی کارفرما رہی ہیں۔ ایسی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جائے یا باہر کی دنیا میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کہ پاکستان کا کوئی عنصر سعودی عرب کے خلاف نفرت و حقارت پھیلانے کے لئے محاذ آرائی کی کوشش کر رہا ہے اور بھی زیادہ تعجب انگیز اور معنی خیز ہے جس کا نوٹس جائز طور پر ہمارے بعض علماء نے لیا ہے لیکن یہ کافی نہیں ہے یہ مسئلہ اتنا اہم اور سنگین ہے کہ اس کا نوٹس خود حکومت کو لینا چاہیئے اور اس معاملہ میں ہم تو اس حد تک مطالبہ کرنا بھی جائز اور ضروری سمجھتے ہیں کہ حکومت اعلیٰ سطح پر اس امر کی تحقیقات کا انتظام کرے کہ ایسے اہم موضوع کے نام پر اس قسم کی سرگرمیوں کی کھلی چھٹی کیونکر دی گئی؟ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کے پسِ پردہ کون کون سے کردار ہیں؟ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ کچھ لوگوں کو ورغلا کر بعض دوسروں کو آلۂ کار بنا کر مقررین کا ایک ایسا گلدستہ جوڑ پیش کر دیا جائے جس میں اکبر ساقی بھی نظر آئیں اور اسعد گیلانی بھی۔ مولانا مظاہری بھی تقریر فرمائیں اور علامہ نجفی بھی۔ حتیٰ کہ میاں ذاکر قریشی بھی اور میاں شجاع الرحمٰن بھی!

خصوصیت کے ساتھ سرکاری منصب پر فائز ذمہ دار عناصر سے سختی کے ساتھ باز پرس ہونی چاہیئے کہ وہ اس سیمینار میں کیونکر

ریک ہوئے اور یہ کہ سیمینار کی منظور کردہ قراردادوں سے نہیں
د اتفاق نہیں ہے تو اس کا برملا اظہار کیوں نہیں کیا گیا اور رائے
ہ کو کیوں نہیں بتایا گیا کہ ان قراردادوں کے الفاظ و معانی سے
یں کوئی دلچسپی نہیں ہے ۔

ہم اس امر کی وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ
عرصہ سے پاکستان کے مختلف گوشوں میں ایسی سرگرمیاں کمال
ت اور دانائی سے جاری ہیں جن کا ہدف یہی ہوتا ہے کہ
دی عرب کے خلاف نفرت پھیلائی جائے لیکن ان سرگرمیوں
یسے معصومانہ انداز میں بڑھایا جا رہا ہے کہ کم ہی لوگ اس
میز معصومیت کے اغراض و مقاصد سے واقف ہو سکتے
مذکورہ حج سیمینار انہی سرگرمیوں کا ایک حصہ معلوم ہوتا ہے
لئے کہ کم و بیش وہی چہرے اور وہی مہرے" پیش پیش نظر
ہے ہیں جو پاکستان اور سعودی عرب کے تعلقات میں دراڑیں
نے کی درپردہ اور گھٹیا سازشوں میں مصروف ہیں ۔

ہم انتہائی ادب سے درخواست کریں گے کہ ایسے عناصر کے
ت حکومت کی طرف سے غیر ضروری مصلحت کے باعث
ری اقدام نہ کرنا اعلیٰ ترین قومی مقاصد اور بلند ترین دینی
ح کے خلاف ہے ۔

بقیہ • درس حدیث

سیدھا کرنا چاہیں تو ٹوٹ جاوے گی ۔ اور جو اس کو اپنی
اصلی حالت پر رہنے دیں ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی ۔ اسی طرح
عورتوں کا حال ہے کہ وہ اصل خلقت میں بداعمال اور
کج اخلاق واقع ہوئی ہیں ۔ مرد اگر چاہیں کہ اچھی طرح ان کو
سیدھا کریں اور ہر بات میں اپنی طبیعت کے موافق کر لیں تو ممکن
نہیں اس لئے کہ ان کی درستی میں اگر زیادہ درشتی کی جاوے
تو طلاق کی نوبت پہنچے گی پس بہتر یہ ہے کہ جب تک کوئی ایسا
امر ان سے سرزد نہ ہو کہ اس کی وجہ سے کسی گناہ میں گرفتار
ہونے کا خوف ہو تب تک ان کی کجی سے درگزر کرتے رہیں ۔
اور دنیا کے کاموں میں بہت غصہ وغیرہ ان پر نہ کیا کریں ۔
بلکہ اکثر ان کے ساتھ خوش خلقی اور نرمی اور دلجوئی سے پیش
آویں اور ہر امر میں کج خلقی اور ترش روئی اور بدمزاجی نہ کیا
کریں ۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج
مطہرات کے ساتھ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر
ان کی باتوں کی برداشت کرتے تھے اس باب میں بہت سی
حدیثیں صحاح کی کتابوں میں وارد ہیں ۔

بقیہ • تبلیغی جماعت کی خدمت میں ایک عرض اخلاص

تبلیغی جماعت کے زعماء سے درخواست ہے کہ اصول ستہ
کے بجائے اسلام کے مسلّم اصول خمسہ کو اپنا مقصد قرار دے
اور امت کے کسی ایک فرقہ کی پاسداری کے بجائے کتاب و
سنت سے تمسک کو حجت قرار دے کر وسیع تر میدان میں اترے

اللھم اصلح ذات بین المسلمین والف بین قلوبھم
واجعل فی قلوبھم الایمان والحکمۃ واھدھم
الی الصراط المستقیم ۔

شبستانوں پہ بوندیں لطف پیہم کی نہیں کافی
برس جا ابر رحمت سارے عالم پر عیاں ہو کر

عربی بول چال

تالیف :۔ حافظ عبدالرحمن امرتسری مرحوم

درمیانہ سائز۔ صفحات ۱۰۸۔ قیمت سات روپے ۵۰ پیسے

ٹائیٹل رنگین ، دبیز کاغذ

عربی بول چال کے سلسلے میں بازار میں بیشتر تالیفات فروخت ہو رہی ہیں۔ مگر سب سے پہلے یہ کتاب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ جس سے عربی زبان کو براہ راست سکھانے کا راستہ ہموار ہوا۔ یہ کتاب نہایت ترتیب سے تالیف کی گئی ہے۔ ابتداء میں قدیم و جدید عربی زبان کا فرق بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد عام مستعمل الفاظ کے معانی اور چھوٹے چھوٹے جملے سکھائے گئے ہیں۔ ہر سبق کے آخر میں ہدایات اور عربی قواعد کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اور آخر میں محاورے اور عام الفاظ کی فرہنگ vocabulary دی گئی ہے۔ جس کے انگریزی معانی بھی ساتھ دیئے گئے ہیں تاکہ اردو دان حضرات کے ساتھ انگریزی دان حضرات بھی استفادہ کر سکیں۔

اسباق کی ترتیب میں زندگی کے تمام شعبوں کے استعمال میں آنے والے الفاظ ایک ایک سبق میں جمع کئے گئے ہیں تاکہ اس پیشے یا شعبے سے متعلقہ تمام الفاظ یکجا مل سکیں۔ مثلاً ریل، جنگی خانہ، رنگ، نظامِ شمسی، موسم، امورِ مذہبی، اوقات، انسانی بدن، جانور، (ہمہ قسم) کھانا پکانا۔ سبزیاں اور میوہ جات، شہری اور دیہاتی ماحول، غرض ہر پہلو سے عربی الفاظ کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو نہایت کامیاب رہی ہے۔

حج پر جانے والے یا وہاں ملازمت کرنے والے لوگوں کے لئے یہ کتاب ایک بلند پایہ تحفہ ہے جس کے مطالعے کے بعد آدمی کسی عربی معلم سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

مندرجہ بالا تینوں کتابوں کی طباعت و کتابت ، زیب و زینت اور ظاہری گٹ اپ دیدہ زیب ہے۔ عربی زبان سیکھنے کا شوق رکھنے والوں کے لئے یہ تینوں کتابوں کا سیٹ بہت مفید ہے۔ یہ تینوں کتابیں مکتبہ فانوس کی شائع کردہ ہیں۔

اوقاتِ نماز کے لئے محمدی دائمی جنتری

دیوار پر آویزاں کرنے کے لئے بڑے سائز کا اشتہار

مرتب : مولانا قاری محمد عزیر صاحب

دبیز سفید کاغذ ۔ قیمت درج نہیں ۔

ملنے کا پتہ :۔ قاری محمد عزیر صاحب خطیب جامع مسجد رحمانیہ پونچھ روڈ۔ لاہور

زیر تبصرہ اشتہار اوقاتِ نماز کے لئے دائمی تقویم ہے۔ جو انگریزی سال کے بارہ مہینوں کی جدول بنا کر مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں روزمرہ کی پنج وقتہ نمازوں کے اوقات کا تعین نہایت دیدہ ریزی سے کیا گیا ہے اور طلوع و غروب آفتاب کے اوقات درج کئے گئے ہیں۔ آخر میں نمازوں کے اوقات کے لئے ضروری ملحوظات، لاہور سے دوسرے شہروں کے اوقات کا فرق اور دیگر ضروری ہدایات کا اہتمام کیا گیا ہے۔

کتابت، طباعت اور زیب و زینت میں خوش ذوقی اور سلیقہ مندی اس اشتہار کی خاص خوبی ہے جو قاری صاحب موصوف کے حسنِ ذوق اور فنِ تقویم میں مہارت کا بین ثبوت ہے۔

آخر میں ہم قاری صاحب سے یہ گزارش کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ لفظ "جنتری" سنسکرت کا لفظ ہے جو ہندوستان میں اگرچہ اب کیلنڈر وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہونے لگا ہے ورنہ حقیقتہً یہ اس کتاب کا نام ہوتا تھا جس میں ہندوستانی پنڈتوں اور نجومیوں کے مرتب کردہ وہ وظائف وغیرہ ہوتے تھے۔ جن کو ـــ

(باقی ص ۲۲ پر)

تبصرہ کتب — علیم ناصری

کتاب الصرف

تالیف :- حافظ عبدالرحمٰن امرتسری مرحوم

درمیانہ سائز، صفحات ۱۳۶، سفید کاغذ، دبیز کاغذ کا سرورق

قیمت : سات روپے پچاس پیسے

ناشر :- مکتبہ فانوس۔ احمد آباد (گورو ارجن نگر) لاہور۔ ۷

حافظ عبدالرحمٰن امرتسری مرحوم انیسویں صدی کے آخر کے علماء میں سربرآوردہ علمی شخصیت شمار ہوتے تھے۔ ہندوستان میں سر سید احمد خاں کی علمی تحریک علی گڑھ نے وسطی ہند میں انگریزی تعلیم کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا تھا۔ اگرچہ پنجاب میں بھی اس وقت جدید تعلیم کے لئے سکول اور کالج کھل گئے تھے۔ مگر دینی مدارس اور مساجد کے مکاتب بدستور جاری تھے۔ جن میں پرانے درسِ نظامی کا سلسلہ قائم تھا۔ عربی اور فارسی کی تعلیم بدستور چل رہی تھی۔ بعض گھرانوں میں والدین خود اپنی اولاد کو دینی تعلیم سے آراستہ کرتے تھے۔ مولانا حافظ عبدالرحمٰن کو ان کے والد حافظ عمرالدین صاحب نے گھر پر ہی ابتدائی تعلیم دی۔ اس زمانے میں مدارس میں عربی زبان پڑھانے کے لئے صرف و نحو پرانے قواعد کے مطابق عربی اور فارسی کتابوں کے ذریعے ہی پڑھائی جاتی تھی۔ حافظ صاحب موصوف نے صرف و نحو اردو میں لکھنے کا بیڑا اٹھایا اور پہلی کتاب الصرف (اردو)، ۱۸۹۸ء میں طبع کرائی۔ اس کتاب نے طلباء اور اساتذہ میں خاصا قبولِ عام حاصل کیا۔ اور اس وقت کے بیشتر مدارس نے اس کو اپنے نصابِ تعلیم میں شامل کیا جو مدتوں پڑھائی جاتی رہی۔ حافظ صاحب کی وفات کے بعد ان کے نواسے جناب محمد شفیع صاحب نے اپنے نانا کی یہ کتاب اور دیگر متعلقہ کتب کو شائع کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد بعض ناشرین نے اس کتاب کو من و عن کسی دوسرے کے نام سے یا اس کتاب میں تھوڑا بہت تصرف کر کے خاصا فائدہ حاصل کیا۔

حافظ صاحب کے موجودہ وارثوں نے اپنے خاندانی حقوق کو دوبارہ بحال کر کے اب مکتبہ فانوس کے ذریعے ان کتب کی اشاعت شروع کی ہے۔

یہ کتاب "صرف" کی تعلیم کے لئے نہایت مفید ہے جس سے گرامر کے قواعد سمجھنے میں نہایت آسانی ہوتی ہے۔ اور طلباء کے لئے اسباق کا آموختہ اور اعادہ قواعدِ صرف کو ذہن نشین کر دیتا ہے۔ عربی گرامر پر عبور حاصل کرنے کے خواہاں اردو دانوں کے لئے یہ کتاب نہایت مفید ہے۔

کتاب النحو

تالیف :- حافظ عبدالرحمٰن امرتسری مرحوم

درمیانہ سائز، ۸۸ صفحات، قیمت ۶ روپے پچاس پیسے

سرورق سفید، دبیز کاغذ

حافظ عبدالرحمٰن صاحب کی عربی قواعد کے پہلے حصہ "کتاب الصرف" کے بعد دوسرا حصہ "کتاب النحو" ایک سال بعد یعنی ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا۔ کتاب کی افادیت کے پیشِ نظر اس کے بے شمار ایڈیشن شائع ہو کر قبولِ عام سے مشرف ہوئے۔

اس کتاب میں گرامر کا دوسرا جزو Composition اس عمدگی سے تالیف کیا گیا ہے کہ طلباء کو زبان کی ساخت محاورات اور زبان دانی کے تمام پیچ و خم نہایت آسانی سے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مؤلف مرحوم کے اخلاف نے یہ کتاب بھی مکتبہ فانوس کے زیرِ اہتمام چھاپی ہے۔

عربی زبان سیکھنے کے لئے یہ نہایت مفید اور کارآمد کتاب ہے۔ جس سے تھوڑی سی محنت سے طالبِ علم کو صرف و نحو پر خاصا عبور حاصل ہو جاتا ہے۔

— — — — — —

اطلاعات و اعلانات

وفاق المدارس السلفیہ کا ضمنی امتحان

وفاق المدارس السلفیہ اہل حدیث کے سالانہ امتحانات کے مفصل نتائج متعلقہ مدارس میں بھیج دیئے گئے ہیں۔ جزوی طور پر ناکام ہونے والے طلباء کا ضمنی امتحان ماہ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ کے پہلے ہفتے میں منعقد ہونے کی توقع ہے۔ جو طلباء واقعتاً بروقت اطلاع نہ ملنے کی بناء پر امتحان میں شریک نہیں ہو سکے انہیں ضمنی امتحان میں شریک ہونے کی اجازت دی جائے گی (محمد حسن سعید ناظم وفاق المدارس السلفیہ (اہل حدیث) پاکستان ۱۰۶ راوی روڈ لاہور)

ادارہ مبلغین ضلع قصور کے پروگرام

(ا) خطبات جمعۃ المبارک

۲۴ اگست۔ شاہکوٹ نو (قاری محمد ابراہیم کاظم) کوٹ رادھاکشن (ڈاکٹر عبدالغفار حلیم) منڈی ہیرا سنگھ (مولانا عبدالقادر آزاد) ڈھولن ہٹھاڑ (مولانا محمد علی جانباز) چھانگا مانگا (مولانا نذیر احمد حصاری)

۳۱ اگست:۔ گنڈیاں روڈ کوٹ رادھاکشن (حافظ میاں محمد جمیل ایم اے) چونیاں (مولانا محمد خبیب شاہ) پتوکی (مولانا عبدالرحمن عابد) مسجد ترکھاناں کھڈیاں (مولانا محمد حنیف پتوکی) راجہ جنگ (مولانا محمد دین برج)

(ب) تبلیغی اجتماعات

۱۸ اگست: کلیر کلاں، ۱۹ اگست چک ۷، چھانگا مانگا

۲۰ اگست: مسجد مبارک عثمانوالہ، ۲۳ اگست حسین خانوالا دتار

۲۴ اگست: بھاگیوال لوہان والا ۲۶ اگست، وڈانہ نزد قصور

۲۷ اگست بھوٹہ محبت

۳۰ اگست بستی دھرن نزد موکل

وفیات

(۱) مولانا حافظ عبدالرزاق صاحب سعیدی کو صدمہ

۳۰ جولائی ۱۹۸۴ء کو مولانا حافظ عبدالرزاق صاحب سعیدی کے بڑے لخت جگر حافظ محمد خالد بجلی کا اچانک کرنٹ لگنے سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم انتہائی ملنسار، ہر دلعزیز اور خوش اخلاق تھے۔ ان کے جنازہ میں بلا تفریق مسلک لوگوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ان کی وفات کو شدت سے محسوس کیا گیا۔ جمعیت اہلحدیث فاروق آباد اور جامعہ دارالسلام محمدیہ ایک تعزیتی اجلاس میں حافظ خالد صاحب کی اچانک موت پر زبردست رنج والم کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کی مغفرت ان کے والد گرامی مولانا حافظ عبدالرزاق صاحب اور دیگر لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ احباب جماعت سے غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنے کی التماس ہے۔ (ڈاکٹر ملک محمد امین اظہر فاروق آباد ضلع شیخوپورہ)

ادارہ الاعتصام خالد صاحب کی المناک جواں مرگی پر حافظ عبدالرزاق صاحب کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ اور اظہار تعزیت کے ساتھ احباب سے مرحوم کے لئے مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کرتا ہے۔

(۲) میرے بھتیجے نذیر احمد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ تمام حضرات مرحوم کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین (حافظ عبدالحمید صدر انجمن اہل حدیث ماندلیانوالہ ضلع فیصل آباد)

(۳) بندہ کے ماموں جان علی محمد حصاری بھاگسری ۲۳/۷/۸۴ کو وفات پا گئے ہیں۔ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ قارئین الاعتصام متوفی مذکور کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ (ابو العطاء عبدالرحمن حصاری رحمانی چک ۷۹ گ ب ڈاکخانہ خاص ضلع فیصل آباد)

منڈی کنگن پور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام

کنگن پور میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں تمام مسالک کے ارکان شریک ہیں۔ مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے • امیر۔ قاری عبدالحمید۔ نائب امیر اول: ملک محمد اسلم۔ نائب امیر دوم ملک محمد شفیع۔ ناظم اعلیٰ۔ مولانا محمد ابراہیم خادم قصوری۔ خزانچی۔ حاجی ریاض احمد کونسلر۔ ناظم نشر و اشاعت، ڈاکٹر رشید احمد کھوکھر • اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ختم نبوت کا پیغام قریہ قریہ پہنچانے کے لئے قصبات میں اہم شخصیات سے ملاقاتیں اور اجتماعات منعقد کئے جائیں گے (رحمت اللہ ڈوگر مدرس جامعہ ابراہیمیہ کنگن پور ضلع قصور)

دینی لٹریچر مفت منگوائیے

ادارہ عالم اسلامی دعوۃ السلفیہ ملتان نے ایک تبلیغی اشتہار بعنوان "قرآنی ہدایت" دفاتر، دکانوں۔ گھروں میں لگانے کے لئے شائع کیا ہے۔ خواہشمند ۱/۲ روپے بھیجکر مفت طلب فرمائیں۔ نیز محرم کے سلسلے میں امام ابن تیمیہؒ کی تصنیف کا اردو ترجمہ "یوم عاشورہ کی شرعی حیثیت" شائع کرنے کا پروگرام ہے۔ احباب جماعت تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔ اس پر کل خرچہ تقریباً ۔۔۔۔۴ روپے ہے اور یہ مفت تقسیم کی جائے گی۔ (عبدالصبور ربخشہ۔ ناظم ادارہ عالم اسلامی دعوۃ السلفیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

ضرورت رشتہ

(۱) مسلک اہل حدیث، کشمیری برادری، قبول صورت اور خوب سیرت دوشیزہ، مناسب دینی اور دنیوی تعلیم سے بھی آراستہ ہے، کے لئے اہلحدیث، کاروباری کشمیری گھرانے کے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ عالم دین یا حافظ قرآن کو ترجیح دی جائے گی (معرفت مکتبۂ اصلاح انسانیت مرکزی جامع مسجد محمدی اہلحدیث رضا آباد ۳ فیصل آباد شہر)

(۲) قبول صورت و سیرت ایف اے کنواری، عمر ۲۲ سال کے لئے ایک پڑھے لکھے قبول صورت و سیرت سرکاری ملازم یا برسر روزگار کاروباری (ارائیں برادری) کنوارے اہل حدیث لڑکے کا رشتہ درکار ہے (م۔ س معرفت الاعتصام، شیش محل روڈ۔ لاہور)

(۳) ایک دیندار گھرانے کی تعلیم یافتہ (اہل حدیث) دوشیزہ کے لئے تعلیم یافتہ (اہلحدیث) نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔ پتہ ذیل پر رابطہ فرمائیں (م۔ س۔ معرفت ہفت روزہ الاعتصام شیش محل روڈ۔ لاہور)

تین قدیم نایاب رسائل

حافظ محمد صاحب لکھوی کے تین قدیم نایاب مطبوعہ رسائل "عقائد محمدی" "محاسن الاسلام" "محامد الاسلام" ہمارے پاس موجود ہیں۔ ہر گاؤں اور ہر مقام پر ان کا بطور یادداشت محفوظ رہنا ضروری ہے ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگوائیں (کتب خانہ ادبیہ ۲۲۴۔ بی۔ سٹیلائٹ ٹاؤن۔ گوجرانوالہ)

ضرورت ہے

ہمیں اپنے مدرسۃ البنات کے لئے ایک تجربہ کار اور دینی تعلیم سے فارغ اہل حدیث استانی اور ایک خادمہ کی ضرورت ہے جو بیرونی بچیوں کے لئے کھانا وغیرہ تیار کر سکے عمر رسیدہ گوجرانوالہ شہر میں رہنے والی کو ترجیح دی جائے گی۔ ضرورت مند پتہ ذیل پر جلد رابطہ قائم کریں (زبیدہ بیگم معرفت حاجی محمد امین صاحب سیالکوٹ انڈسٹریز نزد پرانی چونگی گھوکھر کے سیالکوٹ روڈ - گوجرانوالہ)

بخدمت خریداران الاعتصام

جن احباب کی مدت خریداری جون - جولائی میں ختم ہو چکی ہے ان کی خدمت میں اطلاعی خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ نیز جن حضرات کی مدت خریداری ماہ اگست میں ختم ہو رہی ہے ان کی خدمت میں بھی اطلاعی خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں لہٰذا التماس ہے کہ ہر سہ ماہ کے خریداران اپنا زر تعاون بذریعہ منی آرڈر ارسال کر دیں یا ہمیں حکم دیں ہم آپ کے نام پرچہ بذریعہ وی پی ارسال کریں گے۔ وی پی وصول کرنا آپ کا اخلاقی، دینی اور مذہبی فرض ہوگا۔ والسلام

مینجر الاعتصام

بقیہ • تبصرۂ کتب

"جادو کے ٹونے ٹوٹکے" کہا جاتا تھا۔ آسمان کے چاند تاروں کو دیوتا سمجھ کر نحس و سعد اوقات کی تعیین کی جاتی تھی۔ اور لوگ اپنے دنیاوی کاموں میں ان پنڈتوں سے فال حاصل کرتے تھے۔ لہٰذا ہمیں جنتری کی بجائے تقویم کا لفظ استعمال کرنا چاہتے تاکہ ہندو "دیو مالا" سے ہمارا فرق بھی قائم رہے اور شرکیہ اور توہماتی "جنتر منتر" کا شائبہ بھی پیدا نہ ہو۔

PHONE 54406 WEEKLY AL-AITISAM LAHORE